نبی کریم ﷺ کے آداب و اخلاق
(نہج البلاغہ کی روشنی میں)

روشن علی[1]
roshanali007@yahoo.com

کلیدی کلمات: بعثت، سیرت، اخلاق، زہد و تقوی، ہدایت، گمراہی۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبیؐ کو انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور انہیں اخلاق سکھایا اس طرح ایک برا معاشرہ اچھا معاشرہ بن گیا۔ بد اخلاق معاشرہ بااخلاق بن گیا۔ ایک دوسرے کی جانیں لینے والے ایک دوسرے پر قربان ہونے ہوگے لگے۔ یہ تبدیلی آپ ﷺ نے اپنے اخلاق سے کی جس کی نشاندہی قرآن مجید نے کی ہے کہ اے نبی آپ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام جنھوں نے اپنی آنکھ نبی کریم ﷺ کی گود میں کھولی تھی اور بچپن سے جوانی تک نبی کریم ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کی اور آپ ﷺ کے اخلاق کو دیکھا اور سیکھا اسی طرح ان کو بیان بھی کیا۔ پس اس مقالہ میں حضرت علی علیہ السلام کے کلام نہج البلاغہ سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق و آداب کو بیان کیا جائے گا اور اسی طرح قرآن و حدیث سے بھی دلائل پیش کئے جائیں گے۔

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی۔ پھر اسے مسجود ملائکہ قرار دیا۔ اس کے بعد اسے اپنا نائب بنایا اور اسے وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اللہ نے انسان کو علم و شریعت عطا کیا تاکہ وہ گمراہی سے محفوظ رہے اور اللہ وحدہ لاشریک کی اطاعت و بندگی سے دور نہ ہوجائے۔ جیسے جیسے انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ان میں اختلافات اور خرافات کا بھی اضافہ ہوتا گیا جس کی وجہ سے لوگوں میں کئی قسم کی اخلاقی برائیاں پیدا ہوگئیں۔ اللہ نے ان کے اختلاف کو مٹانے، ان کو یکجا کرنے اور ان سے اخلاقی و روحانی برائیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنی طرف سے انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھیجا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا یہ سلسلہ چلتا ہوا، آپ ﷺ تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی بنایا۔

اللہ نے آپ ﷺ کو ایسی کتاب و شریعت عطا کی جو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے۔ آپ ﷺ لوگوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے آئے۔ در حقیقت نبی کریم ﷺ کی آمد دین اسلام کی آمد تھی۔ جس سے صفحہ ہستی پر حقیقی اور خدائی تہذیب و تمدن وجود میں آ گئی۔ انسانوں کے اندر ایک ایسی روح پھونک دی گئی، جس نے آپس میں محبت و مروت کے جذبوں کی نشو و نما کی اور ان کو پروان چڑھایا، خانہ خدا شرک و بت پرستی کی آلودگیوں سے صاف ہوا اور ہر طرف توحید کے نغموں کی صدائیں بلند ہوگئیں۔ کھوئی ہوئی انسانیت کو دوبارہ زندگی ملی۔ بُرے اخلاق، اچھے اخلاق میں بدل گئے۔ ایک دوسرے کی جان لینے والے اب ایثار و قربانی کے جزبہ سے سرشار ہوگئے، کیونکہ ان کے سامنے نبی کریم ﷺ ایک مجسمہ اخلاق کی حیثیت سے موجود تھے، جو دن رات ان کو مکارم اخلاق سے آراستہ کرتے رہتے تھے۔ پس ہم یوں کہہ دیں کہ یہ تمام کام صرف آپ ﷺ کے اخلاقی کمالات کی وجہ سے ہی ممکن ہوئے تھے، جس کی وضاحت قرآن کریم میں ان الفاظ سے کی گئی ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ (1) یعنی: ''اور بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبہ پر فائز ہیں۔''

1۔ اسسٹنٹ پروفیسر اسلام آباد، ماڈل کالج برائے طلباء F-10/3، اسلام آباد

اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کو اچھے اخلاق کی تعلیم دی، جس کی تعلیم براہ راست اللہ سے ہو تو اس کے کمال کی کوئی حد نہیں ہوتی یعنی؛ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو اخلاق سکھانے کے لیے بچپن سے ایک عظیم فرشتہ کو مقرر فرمادیا تھا، جو روز و شب آپ ﷺ کو اخلاق حسنہ سکھاتا رہتا تھا۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَ لَقَدْ قَرَنَ اللّٰهُ بِهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ لَدُنْ أَنْ كَانَ فَطِيماً أَعْظَمَ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَتِهِ يَسْلُكُ بِهِ طَرِيقَ الْمَكَارِمِ وَ مَحَاسِنَ أَخْلَاقِ الْعَالَمِ لَيْلَهُ وَ نَهَارَهُ۔ (2)

یعنی: ''اللہ نے آپ کی دودھ بڑھائی کے وقت ہی سے فرشتوں میں سے ایک عظیم المرتبت ملک (روح القدس) کو آپ کے ساتھ لگا دیا تھا، جو انہیں شب و روز بزرگ خصلتوں اور پاکیزہ سیرتوں کی راہ پر لے چلتا تھا۔''

جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ شوریٰ کی آیت ۵۲ :وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحاً مِنْ أَمْرِنَا۔ (3) اور اسی طرح ہم نے اپنے امر میں سے ایک روح آپ کی طرف وحی کی ہے۔) کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میں مروی ہے:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ كَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحاً مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَ لَا الْإِيمَانُ قَالَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ص يُخْبِرُهُ وَ يُسَدِّدُهُ وَ هُوَ مَعَ الْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ۔ (4)

یعنی: ''امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اس میں روح سے مراد اللہ کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جو جبرائیل و میکائیل علیہم السلام سے عظیم تر ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھی، جو آپ ﷺ کو خبر دیتے تھے اور روکتے تھے اس کے بعد وہ مخلوق ائمہ اطہارؑ کے ساتھ ہوتی تھی۔''

اسی طرح سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۸۵: وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔ (5) (اور لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے روح میرے رب کے امر میں سے متعلق (ایک راز) ہے۔) کی تفسیر میں امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے:

حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ع قَالَ هُوَ مَلَكٌ أَعْظَمُ مِنْ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ هُوَ مَعَ الْأَئِمَّةِ۔ (6)

یعنی: ''امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ ایک ایسے عظیم فرشتہ کو لگادیا تھا جو حضرت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام سے عظیم تھا اور وہی فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ائمہ اطہار علیہم السلام کے ساتھ ہے۔''

اس بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو اخلاق سکھانے کے لیے بچپن سے ہی ایک عظیم فرشتہ مقرر کردیا تھا جو روز و شب آپ کو اچھے اخلاق سکھاتا رہتا تھا، جس کی وجہ سے آپ مجسمہ اخلاق بن گئے اور اس کے ساتھ اپنے پیروکاروں کو بھی ایسا عظیم بنادیا کہ وہ بھی دوسرے لوگوں کے لیے نمونہ عمل بن گئے۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كُنْتُ أَتَّبِعُهُ اتِّبَاعَ الْفَصِيلِ أَثَرَ أُمِّهِ يَرْفَعُ لِي فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ أَخْلَاقِهِ عَلَماً وَ يَأْمُرُنِي بِالاقْتِدَاءِ بِهِ۔ (7)

یعنی: ''اور میں ان کے پیچھے یوں لگا رہتا تھا جس طرح اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے۔ آپ ہر روز میرے لیے اخلاق حسنہ کے پرچم بلند کرتے تھے اور مجھے ان کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔''

پس امیر المومنین علی علیہ السلام ہی وہ ذات گرامی ہے، جو مکمل طور پر نبی کریم ﷺ کے پیروکار تھے اور آپ ﷺ نے انہیں جو اخلاق سکھائے تھے ان پر مکمل کاربند رہے تھے۔

سیرت رسول ﷺ کی اہمیت و ضرورت

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی اخلاقی و روحانی تربیت کا انتظام خود اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم المرتبت فرشتے کے ذریعے کیا اور آپ ﷺ دوسرے تمام انسانوں کے لیے نمونہ عمل بن گئے پس دوسرے انسانوں پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی پیروی کریں۔ جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۔ (8)

یعنی: "بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔"

پس اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے ہر اس انسان کے لیے جو اللہ کے احکام پر مکمل عمل کرنا چاہتا ہے یعنی انسان کامل بننے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت و سنت پر عمل کیا جائے ۔ اسی طرح ایک اور مقام پر سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ ن آپ ﷺ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔ (9)

یعنی: "اے نبی ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے اعمال کی گواہی بھی دیں گے کہ انہوں نے کون سے اچھے اعمال انجام دیئے ہیں اور کون سے برے کام۔ اس کے ساتھ اچھے کام انجام دینے والوں کو خوشخبری دی اور برے کام کرنے والوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا اور ان کو دین کی طرف دعوت دی، تاریکی سے نکالا یعنی بد اخلاقی سے بچایا اور با اخلاق بنایا۔ اپنے نور مجسم کے ذریعے انہیں تاریکی سے نکال کر نور ایمان سے منور کر دیا۔ پس آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کرنا لازمی ہے۔ اسی کی طرف امام المتقین امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَ لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ (ص) كَافٍ لَكَ فِي الْأُسْوَةِ ۔ (10)

یعنی: "تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کا قول و عمل پیروی کے لیے کافی ہے۔"

پس آپ ﷺ کے ہر قول و فعل کی مکمل پیروی کرنا ضروری ہے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے:

وَ دَلِيلٌ لَكَ عَلَى ذَمِّ الدُّنْيَا وَ عَيْبِهَا وَ كَثْرَةِ مَخَازِيهَا وَ مَسَاوِيهَا ۔ إِذْ قُبِضَتْ عَنْهُ أَطْرَافُهَا وَ وُطِّئَتْ لِغَيْرِهِ أَكْنَافُهَا وَ فُطِمَ عَنْ رَضَاعِهَا وَ زُوِيَ عَنْ زَخَارِفِهَا (11)

یعنی: "اور آپ ﷺ کی ذات دنیا کے عیب و نقص اور اس کی رسوائیوں اور برائیوں کی کثرت دکھانے کیلئے رہنما ہے۔ اس لئے کہ اس دنیا کے دامنوں کو ان سے سمیٹ لیا گیا اور دوسروں کے لئے اس کی وسعتیں مہیا کر دی گئیں اور اس (دنیا کی چھاتیوں سے) آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا اور اس کی آرائشوں سے آپ کا رخ موڑ دیا گیا۔"

سیرت رسول ﷺ پر چلنے کا حکم

امیر المومنین علی علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی سیرت پر چلنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ صلى الله عليه وآله فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى وَ عَزَاءً لِمَنْ تَعَزَّى ۔ (12)

یعنی: "تم اپنے پاک و پاکیزہ نبی کی پیروی کرو چونکہ ان کی ذات اتباع کرنے والے کے لئے بہترین نمونہ اور صبر کرنے والوں کے لئے ڈھارس ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی انسان محبوب ہے، جو آپ ﷺ کا پیروکار ہے۔ اس کے متعلق امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَ أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللهِ الْمُتَأَسِّي بِنَبِيِّهِ وَ الْمُقْتَصُّ لِأَثَرِهِ۔ (13)

یعنی: "ان کی پیروی کرنے والا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔"

اسی طرح قرآن کریم میں بھی ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ۔ (14)

یعنی: "کہہ دیجئے: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔"

پس اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ اللہ کا محبوب بن جائے وہ آپ ﷺ کی پیروی کرے۔

زہد رسول ﷺ

امیر المومنین علی علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زہد کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

قَضَمَ الدُّنْيَا قَضْماً وَ لَمْ يُعِرْهَا طَرْفاً۔ (15)

یعنی: "آپ ﷺ نے دنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا اور اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا۔"

پس آپ ﷺ نے اس دنیا کو صرف زندہ رہنے کے لئے تھوڑا سا چکھا اور اکثر خالی پیٹ رہا کرتے تھے۔ جس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

أَهْضَمُ أَهْلِ الدُّنْيَا كَشْحاً۔ وَ أَخْمَصُهُمْ مِنَ الدُّنْيَا بَطْناً۔ عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا۔ (16)

یعنی: "آپ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ شکم تہی میں بسر کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ خالی پیٹ رہنے والے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے دنیا کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔"

پس معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں سب سے زیادہ زاہد انسان تھے کیونکہ آپ ﷺ نے دنیا کو صرف ضرورت کے مطابق چکھا تھا تاکہ انسان زندہ رہ سکے اس سے زیادہ نہیں۔ آپ ﷺ اکثر اوقات خالی پیٹ رہا کرتے تھے یعنی اکثر فاقہ میں رہا کرتے تھے، اگرچہ آپ ﷺ کو دنیا کی پیش کش کی گئی تھی لیکن آپ ﷺ نے اسے قبول نہیں کیا یہ سب آپ ﷺ نے اللہ کی تواضع کی خاطر کیا۔

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حکم کی مکمل تعمیل کرتے تھے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کو ناپسند تھی وہ آپ ﷺ کو بھی ناپسند تھی۔ اسی طرح جو چیز اللہ تعالیٰ کو پسند تھی وہ آپ ﷺ کو بھی پسند تھی۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَ عَلِمَ أَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ أَبْغَضَ شَيْئاً فَأَبْغَضَهُ۔ وَ حَقَّرَ شَيْئاً فَحَقَّرَهُ۔ وَ صَغَّرَ شَيْئاً فَصَغَّرَهُ۔ (17)

یعنی: "اور (جب) آپ ﷺ نے جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو برا جانا ہے تو آپ نے بھی اسے برا ہی جانا۔ اور اللہ نے ان چیز کو حقیر سمجھا ہے تو آپ ﷺ بھی اسے حقیر ہی سمجھا۔ اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپ ﷺ نے بھی اسے پست ہی قرار دیا۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر امیر المومنین علی علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زہد کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

قَدْ حَقَّرَ الدُّنْيَا وَ صَغَّرَهَا وَ أَهْوَنَ بِهَا وَ هَوَّنَهَا وَ عَلِمَ أَنَّ اللهَ زَوَاهَا عَنْهُ اخْتِيَاراً وَ بَسَطَهَا لِغَيْرِهِ احْتِقَاراً فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ وَ أَمَاتَ ذِكْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ وَ أَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً أَوْ يَرْجُوَفِيهَا مَقَاماً۔ (18)

یعنی: "انھوں نے اس دنیا کو ذلیل و خوار سمجھا اور پست و حقیر جانا اور جانتے تھے کہ اللہ نے ان کی شان کو بالاتر سمجھتے ہوئے دنیا کا رخ ان سے موڑا ہے، اور گھٹیا سمجھتے ہوئے دوسروں کے لئے اس کا دامن پھیلا دیا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے دنیا سے دل ہٹا لیا اور اس کی یاد اپنے نفس سے مٹا ڈالی اور یہ چاہتے رہے کہ اس کی سج دھج ان کی نظروں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں، اور نہ اس میں قیام کی آس لگائیں۔"

سیرت نبی کریم ﷺ

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی کو بیان کرتے ہوئے امام المتقین امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَانَ ﷺ يَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ- وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ- (19)

یعنی: "رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے۔"

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں بھی موجود ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي الْمَغْرَاءِ عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ يَأْكُلُ أَكْلَ الْعَبْدِ وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ وَيَعْلَمُ أَنَّهُ عَبْدٌ- (20)

یعنی: "ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غلاموں کی طرح کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ ﷺ عبد ہیں۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه و آله وسلم يَأْكُلُ أَكْلَ الْعَبْدِ وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ يَأْكُلُ عَلَى الْحَضِيضِ وَيَنَامُ عَلَى الْحَضِيضِ- (21)

یعنی: "حضرت جابرؓ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کی طرح کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور زمین پر سوتے تھے۔"

اسی طرح ایک حدیث میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه و آله وسلم يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَعْتَقِلُ الشَّاةَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ- (22)

یعنی: "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھتے تھے، اور زمین پر (بیٹھ) کھانا کھاتے تھے، بکری کا دودھ دوہتے تھے اور مملوک کی دعوت کو قبول کرتے تھے۔"

پھر امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَيَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ- وَيَرْقَعُ بِيَدِهِ ثَوْبَهُ- (23)

یعنی: "آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے۔"

اسی طرح ایک حدیث میں وارد ہے:

اخبرنا الحسين بن احمد بن بسطام، بالابلة، حدثنا حسين بن مهدی، حدثنا عبد الرزاق، اخبرنا معمر، عن الزهری، عن عروة، قال: قلت لعائشة: یا ام المؤمنين، ای شیء كان يصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان عندك؟ قالت: " ما يفعل احدكم فی مهنة اهله، يخصف نعله، ويخيط ثوبه، ويرقع دلوه"۔ (24)

یعنی: "عروہ کہتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب آپ کے پاس (گھر میں) ہوتے تھے تو کیا کام کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ آپ لوگ اپنے گھر میں کام کرتے ہو۔ آپ اپنی نعلین کو ٹانکتے تھے، اپنے کپڑے سیتے تھے اور ڈول کو (بھی خود) سیتے تھے۔"

مزید امام علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ الْعَارِيَ وَيُرْدِفُ خَلْفَهُ۔(25)

یعنی: "آپ ﷺ بے پالان کے گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا بھی لیتے تھے۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں یوں بیان ہے:

حدثنا ابو بکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الفقیه بالری، ثنا ابو بکر محمد بن الفرج الازرق، ثنا هاشم بن القاسم، ثنا شیبان ابو معاویة، عن اشعث بن ابی الشعثاء، عن ابی بردة، عن ابی موسی، قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم " یرکب الحمار "، ویلبس الصوف، ویعتقل الشاة، ویاتی مراعاة الضیف۔(26)

یعنی: "حضرت ابو موسی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدھے پر سوار ہوتے تھے اور صوف پہنتے تھے، بکری کا دودھ دوہتے تھے، اور مہمان نوازی کرتے تھے۔"

آپ ﷺ کا زہد

آپ ﷺ کے زہد کے بارے میں امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَ يَكُونُ السِّتْرُ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ فَيَقُولُ يَا فُلَانَةُ لِإِحْدَى أَزْوَاجِهِ غَيِّبِيهِ عَنِّي فَإِنِّي إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَ زَخَارِفَهَا۔(27)

یعنی: "گھر کے دروازے پر (ایک دفعہ) ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج میں سے ایک کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اسے میری نظروں سے ہٹادو۔ جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائشیں یاد آجاتی ہیں۔"

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں تصاویر والا پردہ تک برداشت نہیں کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے پردہ کو اپنی آنکھوں سے ہٹانے کا سبب بھی بیان کردیا کہ اس کو دیکھنے کی وجہ دنیا یاد آجاتی ہے اور آپ ﷺ نے دنیا سے منہ موڑ دیا تھا اس لئے دنیا کی زیب وزینت آپ ﷺ کو ناپسند تھی۔ اسی طرح امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ ۔ وَ أَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ ۔ وَ أَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً وَ لَا يَعْتَقِدَهَا قَرَاراً وَ لَا يَرْجُوَ فِيهَا مُقَاماً۔(28)

یعنی: "پس آپ ﷺ نے دنیا سے دل ہٹالیا تھا۔ اور اس کی یاد تک آپ ﷺ نے اپنے نفس سے مٹاڈالی تھی۔ اور آپ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے، تاکہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں۔"

اس کے ساتھ امیر المومنین علی علیہ السلام یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ وَ أَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ وَ غَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ۔ وَ كَذَلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْئاً أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ وَ أَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ۔(29)

یعنی: "آپ ﷺ نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اسے اوجھل رکھا تھا۔ یونہی جو شخص کسی شے کو برا سمجھتا ہے تو نہ اسے دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے۔"

دوسروں کے لئے نمونہ عمل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی دوسرے تمام انسانوں کے لئے نمونہ عمل ہے۔ اگر کوئی انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ آپ ﷺ کی زندگی پر نظر کرے اور اپنے آپ کو آپ ﷺ کی سیرت و سنت کے سانچے میں ڈالے۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے متعلق اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

وَ لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللهِ ص مَا يَدُلُّكُ عَلَى مَسَاوِئِ الدُّنْيَا وَ عُيُوبِهَا إِذْ جَاعَ فِيهَا مَعَ خَاصَّتِهِ وَ زُوِيَتْ عَنْهُ زَخَارِفُهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَتِهِ (30)۔

یعنی: "رسول اللہ ﷺ (کے عادات و خصائل) میں ایسی چیزیں ہیں کہ جو تمہیں دنیا کے عیوب و قبائح کا پتہ دیں گی۔ جبکہ آپ اس دنیا میں اپنے خاص افراد سمیت بھوکے رہا کرتے تھے اور باوجود انتہائی قرب منزلت کے اس کی آرائشیں ان سے دور رکھی گئیں۔"

اسی ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ بِعَقْلِهِ أَكْرَمَ اللهُ مُحَمَّداً بِذَلِكَ أَمْ أَهَانَهُ فَإِنْ قَالَ أَهَانَهُ فَقَدْ كَذَبَ وَ اللهِ الْعَظِيمِ بِالْإِفْكِ الْعَظِيمِ وَإِنْ قَالَ أَكْرَمَهُ فَلْيَعْلَمْ أَنَّ اللهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ وَ زَوَاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ۔ (31)

یعنی: "چاہیے کہ دیکھنے والا عقل کی روشنی میں دیکھے کہ اللہ نے انہیں دنیا نہ دے کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا اہانت کی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ اہانت کی ہے تو اس نے جھوٹ کہا ہے اور بہت بڑا بہتان باندھا اور اگر یہ کہے کہ عزت بڑھائی ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ نے دوسروں کی بے عزتی ظاہر کی جبکہ انہیں دنیا کی زیادہ سے زیادہ وسعت دے دی اور اس کا رخ اپنے مقرب ترین بندے سے موڑ رکھا۔"

پس جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ہلاکت و تباہی سے بچ جائے اس کو آپ ﷺ کی پیروی کرنے چاہیے ورنہ وہ شخص ہلاک ہو جائے گا۔ جس کے بارے میں امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

تَأَسَّى مُتَأَسٍّ بِنَبِيِّهِ وَ اقْتَصَّ أَثَرَهُ وَ وَلَجَ مَوْلِجَهُ وَ إِلَّا فَلَا يَأْمَنِ الْهَلَكَةَ ۔ (32)

یعنی: "پیروی کرنے والے کو چاہیے کہ ان کی پیروی کرے اور ان کے نشان قدم پر چلے اور انہی کی منزل میں آئے ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔"

آپ ﷺ کے کھانے پینے کی کیفیت

آپ ﷺ کے کھانے کا یہ عالم تھا کہ کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا اور اکثر اوقات بھوکے رہا کرتے تھے اور اسی حال میں آپ ﷺ نے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا خَمِيصاً ۔ (33) یعنی: "دنیا سے آپ بھوکے نکل کھڑے ہوئے۔"

اسی طرح "وَوَرَدَ الْآخِرَةَ سَلِيماً۔" (34) یعنی: "آخرت کی زندگی کی طرف سلامتی کے ساتھ پہنچ گئے"

مال دنیا کی جمع آوری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال دنیا میں سے کوئی چیز جمع نہیں کی، جو کچھ ہوتا تھا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ اپنے لئے کوئی محل تعمیر نہیں کیا اسی حال میں اس دنیا کو چھوڑا۔ اس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

لَمْ يَضَعْ حَجَراً عَلَى حَجَرٍ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ وَ أَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ۔(35)

یعنی: "آپ نے تعمیر کے لئے کبھی پتھر پر پتھر نہیں رکھا۔ یہاں تک کہ آخرت کی راہ پر چل دیئے اور اللہ کی طرف بلاوا دینے والے کی آواز پر لبیک کہی۔

سیرت رسول ﷺ اور حضرت علی علیہ السلام

امیر المومنین علی علیہ السلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکمل پیروکار تھے جیسا کہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَا أَعْظَمَ مِنَّةَ اللهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفاً نَتَّبِعُهُ وَ قَائِداً نَطَأُ عَقِبَهُ۔(36)

یعنی: "یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک پیشرو و پیشوا جیسی نعمت عظمیٰ بخشی کہ جن کی ہم پیروی کرتے ہیں اور قدم بہ قدم چلتے ہیں (انہی کی پیروی میں)۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے ایک عظیم نعمت واحسان ہے، جو اس امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ جس کا قرآن کریم نے اس طرح ذکر کیا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (37)

یعنی: "ایمان والوں پر اللہ نے بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔"

پس امیر المومنین علی علیہ السلام کی ذات گرامی مکمل طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و سنت پر عمل پیرا تھی، جس کے متعلق آپ علیہ السلام ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَ اللهِ لَقَدْ رَقَّعْتُ مِدْرَعَتِي هَذِهِ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَاقِعِهَا وَ لَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ أَلَا تَنْبِذُهَا عَنْكَ فَقُلْتُ اغْرُبْ عَنِّي فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرَى۔(38)

یعنی: "خدا کی قسم میں نے اپنی اس قمیص میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے لگی ہے۔ مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ کیا آپ اسے اتاریں گے نہیں؟ تو میں نے سے کہا کہ میری (نظروں سے) دور ہو کہ صبح کے وقت ہی لوگوں کو رات کے چلنے کی قدر ہوتی ہے اور وہ اس طرح کی مدح کرتے ہیں۔"

انسانوں کی ہدایت کی فکر

نبی کریم ﷺ کو ہر وقت انسانوں کی ہدایت کی فکر لگی رہتی تھی۔ آپ ﷺ کی اس کیفیت کو امیر المومنین علی علیہ السلام اس طرح بیان فرماتے ہیں:

طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ قَدْ أَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ وَ أَحْمَى مَوَاسِمَهُ يَضَعُ ذَلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةِ إِلَيْهِ مِنْ قُلُوبٍ عُمْيٍ وَ آذَانٍ صُمٍّ وَ أَلْسِنَةٍ بُكْمٍ مُتَتَبِّعٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْغَفْلَةِ وَ مَوَاطِنَ الْحَيْرَةِ۔(39)

یعنی: "وہ ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت و طب کو لئے ہوئے چکر لگا رہا ہو۔ اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لئے ہوں اور داغنے کے آلات تپا لئے ہوں۔ وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے، ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو، اور دوا لئے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِأَضْوَاءِ الْحِكْمَةِ وَلَمْ يَقْدَحُوا بِزِنَادِ الْعُلُومِ الثَّاقِبَةِ فَهُمْ فِي ذَلِكَ كَالْأَنْعَامِ السَّائِمَةِ وَالصُّخُورِ الْقَاسِيَةِ۔ (40)

یعنی: "مگر لوگوں نے نہ تو حکمت کی تنویروں سے ضیائے نور کو حاصل کیا، اور نہ علوم درخشاں کے چقماق کو رگڑ کر نورانی شعلے پیدا کئے۔ وہ اس معامہ میں چرنے والے حیوانوں اور سخت پتھروں کے مانند ہیں۔"

اسی طرح قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان خوبیوں کو بیان کرتا ہے:

لَقَدْ جاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ ما عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ (41)

یعنی: "بتحقیق تمہارے پاس خود تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے تمہیں تکلیف میں دیکھنا ان پر شاق گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا نہایت خواہاں ہے اور مومنین کے لئے نہایت شفیق اور مہربان ہے۔"

اسی طرح آپ ﷺ امت کی ہدایت کی فکر میں اس حد تک پہنچ گئے کہ کہیں آپؐ کی جان کو خطرہ نہ لاحق ہو جائے بالآخر خدا کو کہنا پڑا کہ: "فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا۔" (42) پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اس رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔ اس کا مقصد یہ کہ آپؐ کو ان جاہلوں اور گمراہوں کی اس قدر فکر تھی کہ آپؐ اپنی جان کی پرواہ تک نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر بھی ارشاد رب العزت ہے:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ (43)

یعنی: "ان کے ایمان نہ لانے پر شاید آپ تو اپنی جان کھو دیں گے۔"

خلاصہ یہ کہ نہج البلاغہ میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے کلام سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی مکمل طور پر مجسمہ اخلاق تھی اور آپ ﷺ کی اخلاقی و روحانی تربیت کا انتظام خود خالق کائنات نے کیا اور آپ ﷺ نے باقی انسانوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کی۔ آپ ﷺ نے اپنی عملی زندگی گذار کر دوسروں کو اخلاق سکھائے یہاں تک کہ آپ ﷺ خدا کی بارگاہ میں تواضع و عاجزی کی ایسی عملی مثالیں قائم کیں کہ جن کی مثال ہمیں کہیں نہیں ملتی۔

آپ ﷺ اس کائنات کے افضل ترین انسان ہونے کے باوجود غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور ان کی طرح کھانا کھاتے تھے۔ غلاموں کی دعوت کو قبول کرتے تھے جبکہ اس دور میں غلاموں کی کوئی حیثیت نہیں دی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور اکثر اوقات فاقوں پر گذار دیتے تھے باوجود اس کے آپ ﷺ کے پاس دنیا کی کوئی کمی نہیں تھی بلکہ دنیا کی پیشکش بھی کی گئی تھی لیکن آپ ﷺ نے اسے ٹھکرا دیا۔ نہ آپ ﷺ نے کوئی مال دنیا جمع کیا اور نہ ہی زندگی کی آسائش کے لئے کوئی محل تعمیر کیا۔

جب آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو اس وقت بھی آپ ﷺ خالی پیٹ ہی تھے اس طرح آپ ﷺ اپنے خالق و مالک سے جا ملے۔ پس تمام انسانوں پر فرض ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی سیرت و سنت پر عمل کریں اور لوگوں کی ہدایت و راہنمائی اس طرح کریں جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو اس طرح لوگوں کی ہدایت کی فکر تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو روکا کہ اتنی فکر نہ کریں کہ آپ ﷺ کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے۔

*****

حوالہ جات

1۔القلم،آیت : ۴

2۔ مفتی جعفر حسین، مترجم نہج البلاغہ، طبع سوم: دسمبر ۲۰۱۳، ناشر: معراج کمپنی اردو بازار لاہور پاکستان، خطبہ ۱۹۰یہ خطبہ قاصعہ کے نام سے مشہور ہے، صفحہ ۴۱۹

3۔ شوری،آیت ۵۲

4۔ صفار، محمد بن حسن (المتوفی: ۲۹۰ھ)، "بصائر الدرجات فی فضائل آل محمد صلی اللہ علیہم"، ناشر: مکتبہ آیۃاللہ المرعشی النجفی، قم۔ایران، سال طبع: ۱۴۰۴ھ ق، جلد۱، صفحہ ۴۵۶

5۔بنی اسرائیل،آیت ۸۵

6۔قمی علی ابن ابراہیم (المتوفی: ۳ھ ق)، "تفسیر قمی"، ناشر: دار الکتاب۔ قم۔ایران، سال طبع: ۱۴۰۴ھ ق، جلد ۲، صفحہ ۲۶

7۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۰، صفحہ ۴۱۹

8۔الَاحزَاب،آیت: ۲۱

9۔الاحزاب: آیت ۴۵۔۴۶

10۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۰

11۔ خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۰

12۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۱

13۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۱

14۔ سورہ آل عمران،آیت ۳۱

15۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۱

16۔ایضا، صفحہ ۳۳۱

17۔ایضا، صفحہ ۳۳۱

18۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۰۷، صفحہ ۲۴۹

19۔ایضا، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲

20۔الکلینی محمد یعقوب (المتوفی: ۳۲۹ھ)، الکافی"، ناشر: دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ایران، سال طبع: ۱۴۰۷ھ، جلد ۶۔ صفحہ ۲۷۱

21۔برقی احمد بن محمد بن خالاد (المتوفی: ۲۷۴ یا ۲۸۰ھ)، "المحاسن"، ناشر: دار الکتب الاسلامیہ، قم ایران، سال طبع: ۱۳۷۱ھ جلد ۲، صفحہ ۴۵۷

22۔ طبرسی، حسن بن فضل (المتوفی: ۶صدی ھ)، "مکارم الاخلاق"، ناشر: الشریف الرضی، قم ایران، سال طبع ۱۳۱۲ھ، صفحہ ۱۶

23۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲

24۔ابن حبان ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی (المتوفی: ۳۵۴ھ)، "الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان"، ناشر: دارلفکر بیروت لبنان، طبع الاولیٰ ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۹۹۶م۔، کتاب الحظر والاباحۃ، باب التواضع والکبر والعجب، ذکر خبر ثان یصرح بصحۃ ماذکرناہ، حدیث: ۵۷۵۴

25۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲

26۔الامام الحاکم ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم الضبی الطہمانی النیسابوری (المتوفی: ۴۰۵ھ)، "المستدرک علی الصحیحین"، تحقیق و تقدیم: ڈاکٹر محمد، ناشر: دار الفکر، للطباعۃ والنشر و التوزیع،، طبع اول ۲۰۰۲م ،کتاب الایمان، واماحدیث سمرۃ بن جندب، حدیث: ۲۰۳

27۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲

28۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲

29۔ایضا، صفحہ ۳۳۲

30۔ایضا، صفحہ ۳۳۲

31۔ایضا، صفحہ ۳۳۲۔۳۳۳

32۔ایضا، صفحہ ۳۳۳

33۔ایضا، صفحہ ۳۳۳

34۔ ایضا، صفحہ ۳۳۳

35۔ایضا، صفحہ ۳۳۳

36۔ایضا، صفحہ ۳۳۳

37۔آل عمران : ۱۶۴

38۔ نہج البلاغہ ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۳

39۔ نہج البلاغہ ، خطبہ ۱۰۶، صفحہ ۲۴۲

40۔ نہج البلاغہ ، خطبہ ، صفحہ ۲۴۲۔۲۴۳

41۔ توبہ، آیت : ۱۲۸

42۔ کہف، آیت : ٦

43۔ شعراء، آیت ۳